ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ماخذ تحقیقی مجلہ

قاسم علی

اسکالر پی-ایچ-ڈی اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

ڈاکٹر میمونہ سبحانی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

ڈاکٹر وحید الرحمن خان کی مزاحیہ نثر پر مشتاق احمد یوسفی کے اثرات

Qasim Ali
Scholar Ph.D Urdu, Government College University Faisalabad.
Dr. Mamuna Subhani
Assistant Professor, Department of Urdu, Government College University Faisalabad.

Influence of Mushtaq Ahmed Yousufi on Dr. Waheed-ur-Rehman Khan's Humorous Prose

In Urdu literature, satire and humor are found both in poetic and prosaic structures. It comes into existence as a result of social discrimination and ludicrous reaction. When the horse of power is out of control and no one dares to face it, it becomes necessary to take support from satire and humor. That is to say, satire and humor is a world sunk into the ocean of tears, society gripped in reconciliations, day-to-day new assaults of social values, bitter realities of life; it is an art to accept cruel truths and painful calamities and interestingly present them. As compared to other genres of literature, satire and humor are somewhat distinctive which gives it a different identity. Satire and humor is an art based on two basic and different elements; it springs by molding realities into joys and by committing to memory the common joys of life. Satire and humor in connection with Urdu literature just like the other genres of literature have their origin from the Persian language. In Urdu literature, there have been much unparalleled humorists who are themselves the identity of humor rather than the humor itself like Mirza Assadullah Khan Ghalib, Pitrus Bukhari, Rasheed Ahmed Siddiqui, Kanayah Laal Kapoor, Ibrahim Jalees, Shafiq-ur Rehman, Shaukat Thanvi, Ibn-e Insha, Mohammad Khalid Akhtar, Colonel Muhammad Khan, and

Mushtaq Ahmed Yousafi, etc. Mushtaq Ahmad Yousafi, the greatest humorist of the recent time has synchronized the tradition of satire and humor of Urdu literature in such a skilled and introspective way that it strikes the perception of everyone. He has expanded the treasure of Urdu humor in such a manner that levels it with international literature; he has gives the standard to satire and humor, not to speak of exceeding that standard even Yousafi could not exceed it; its evidence lies in his collections "AAbe Gum" "Shaame Shere Yaaraan." He has created such humorous literature that the tradition of Urdu humor will continually be indebted to him. The creations of Yousafi have not only given a new style and color to Urdu literature but also affected the humorists of the present era as well. This think-piece delves deep into these contemplative and skillful effects of the humor of Mushtaq Ahmad Yousafi and how he affected his contemporary humorist Dr. Waheed Ul Rehman and put effects on his literary creations.

Keywords: *Literature, Humor, Mushtaq Ahmad Yousfi, Waheed-ul-Rehman, Authority, Treasure, Satire.*

ادب خواہ کسی بھی زبان کا ہو اس کا تعلق انسان کے احساسات و جذبات اور اس کے خیالات و نظریات کے ساتھ ضرور جڑا ہوتا ہے۔ اس لئے ناممکن سی بات ہے کہ ادب کے ذریعے سے انسانی معاشرت کی عکاسی نہ ہوتی ہو۔ "ادب برائے ادب" ہو یا "ادب برائے زندگی" ان تمام مباحث کو بھی سامنے رکھا جائے تب بھی یہی نتیجہ بر آمد ہو گا کہ ادب کسی نہ کسی طور انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ گویا ادب ہماری زندگی کے خوشی و غم، نغمہ و گریہ ہمواری و ناہمواری کی کسی نہ کسی طور ترجمانی کرتا ہے۔ اس ترجمانی کا لب و لہجہ کبھی رنگین، شریں تو کبھی تلخ اور خشک ہوتا ہے۔ جہاں تک طنز و مزاح کا تعلق ہے تو ہمارے ہاں عام تصور ہے کہ یہ کوئی فکری پہلو نہیں رکھتا صرف ہنسانے کے متعدد چٹکلوں کا مجموعہ ہے جبکہ ایسا ہر گز بھی نہیں ہے بقول ڈاکٹر اشرف کمال

> "اردو ادب کے جدید مزاحیہ شہ پاروں کو پڑھنے سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اب مزاح صرف ایک ہنسنے ہنسانے کا وسیلہ ہی نہیں رہا بلکہ اردو ادب کی ایک مستقل صنف بن چکا ہے اور مختلف مزاح لکھنے والوں نے اسے اصلاح معاشرہ کا ذریعہ بھی بنا دیا ہے۔"(۱)

طنز و مزاح کا تعلق ہمیشہ طنز و مزاح نگار کے معاشرے سے ہوتا ہے وہ اپنے ارد گرد چیزوں یا انسانوں کو دیکھتا ہے اور کوئی چیز جب اسے اپنی سمجھ اور عقل سے ہٹ کر دکھائی دیتی ہے تو وہ اس کے بارے میں کوئی مزاحیہ یا طنزیہ رائے قائم کرنے لگتا ہے۔ بقول ڈاکٹر وزیر آغا،

> "مزاح نگار اس فرد کے ساتھ جس کا وہ مضحکہ اڑاتا ہے ایک "ذہنی کھیل" میں شریک ہو جاتا ہے اور اس سے محظوظ ہونے لگتا ہے۔ لیکن طنز نگار ان تمام حماقتوں سے محفوظ ہے جس کو وہ ہدف طنز بناتا ہے۔"(۲)

اردو ادب کی روایت میں شگفتگی کے احساسات کی تخلیق کرنے والوں میں ایک نام ڈاکٹر وحید الرحمن خان کا بھی ہے جو کہ موجودہ دور کے شگفتہ مزاح نگار کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ جہاں انہوں نے اردو کی دیگر اصناف میں طبع آزمائی کی ہے وہاں اردو طنز و مزاح میں بھی ان کی تین تخلیقات میں "گفتنی شگفتنی" "حفظِ ما تبسم" اور خامہ خرابیاں، شامل ہیں جو کہ موجودہ دور میں طنز و مزاح کا بہترین سرمایہ ہیں۔ طنز و مزاح کے حوالے سے اگر ان تین تخلیقات کا جائزہ لیا جائے تو ان پر خضر مزاح "مشتاق احمد یوسفی" کے گہرے اثرات نظر آتے ہیں اور کرنل محمد خان کی طرح ڈاکٹر وحید الرحمن بھی مشتاق احمد یوسفی سے خاصے متاثر نظر آتے ہیں اور اس بات کا اقرار انہوں نے خود اپنی کتاب "حفظ ما تبسم" کے دیباچہ میں مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

> "دیباچہ نگاری کے اس نادر (شاہی) موقع پر تنقید نگاروں کی آسانی (گمراہی) کے لیے اس امر کی جانب اشارہ کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ میں نے مزاح کے باب میں پطرس بخاری کی معصومیت، شفیق الرحمن کی رومانویت، محمد خان کی شعریت اور مشتاق احمد کی یوسفیت کی بطور خاص زلیخائی کی ہے۔"(۳)

ہمارے مقالہ کے عنوان "اردو کی مزاحیہ نثر پر مشتاق احمد یوسفی کے اثرات" کے تحت اگر ڈاکٹر وحید الرحمن کی تصانیف کا جائزہ لیا جائے تو ان پر جابہ جا مشتاق احمد یوسفی کے اثرات نظر آتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کی تحریروں میں یوسفی جھلکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مگر اس امر کو واضح کر دینا بے جا نہ ہو گا اسے سرقہ نہ کہا جائے کیونکہ تخلیق کار بھی ایک انسان ہوتا ہے اور وہ ارد گرد سے بہت کچھ لیتا ہے اور مصنف کے ارد گرد تو یوسفی چھایا ہوا تھا تو کیسے ممکن ہے کہ ڈاکٹر صاحب عہد یوسفی میں جی رہے ہوں اور یوسفی کے اثرات کو لیے بغیر ہی طنز و مزاح تخلیق کر جائیں مثال کے طور پر "ڈاکٹر وحید الرحمن خان کی پہلی طنز و مزاح کی تصنیف "گفتی شگفتی" کا جائزہ لیں تو ہمیں ایک

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

آدھ جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہوں پر مشتاق احمد یوسفی کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں مثلاً مشتاق احمد یوسفی اپنی تخلیق اول "چراغ تلے" (۱۹۶۱) جس کے مضامین کو یوسفی نے کھٹے میٹھے مضامین کہا ہے کے دیباچہ "پہلا پتھر" میں اپنے تعارف کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"چنانچہ اس موقع پر جائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنا مختصر ساخاکہ پیش کرتا ہوں:
خاندان: سوپشت سے پیشہ آبا سپہ گری کے سوا سب کچھ رہا ہے۔"[۴]

یوسفی کی اردو ادب کی طنزیہ و مزاحیہ روایت میں پانچ تخلیقات منظر عام پر آچکی ہیں۔ اور ان تمام تصانیف میں دیباچہ نگاری کا فن ایسا شگفتہ اور نرالا ہے کہ قاری محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور قاری پر عجیب اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ایسے ہی اثرات ڈاکٹر وحید الرحمن خان پر بھی ہوئے ہیں جن کا اظہار انہوں نے اپنی تخلیق اول گنتی شگفتی کے مضمون "آ بیل (BELL) مجھے مار" میں کیا ہے۔

"چناچہ وضاحت کرتا چلوں کہ اپناتو۔۔۔۔دوپشت سے ہے پیشہ آبا سپہ گری۔ پر دادا حضور سے چچا جان تک خاندان میں جتنے بھی "مذکر" ہوئے، کسی نہ کسی عہدے پر فوج میں نوکر رہے ہیں"۔[۵]

ڈاکٹر وحید الرحمن جو کہ پیشے کے اعتبار سے ایک معلم ہیں مگر انہوں نے مزاح کے میدان میں بھی کارہائے نمایاں سر انجام دیئے ہیں۔ ان کی تخلیقات کی انفرادیت اپنی جگہ مسلمہ ہے مگر یوسفی جیسے مزاح نگار کے اثرات سے بچ پایا ناممکن سی بات ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی مشتاق احمد یوسفی کی طرح زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں لکھا ہے اور قاری کو مزاح کے ساتھ ساتھ ان تمام پہلوؤں میں اصلاح سے بھی ہمکنار کیا ہے۔ ہماری روز مرہ زندگی کا یہ مشاہدہ ہے کہ صنف نازک اپنی عمر اور وزن دونوں پر تبصرہ گوارا نہیں کرتیں اور اسے ہر ممکن چھپانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اردو ادب کے تقریباً سبھی مزاح نگاروں نے اس کمزوری کے حوالے سے مزاحیہ انداز میں اشارہ کیا ہے مگر یوسفی کا انداز بہت نرالا ہے اور عمر اور موم بتیوں کی گنتی کے تناسب سے خواتین کی اس کمزوری کو اجاگر کیا ہے مثلاً یوسفی کی تصنیف اول "چراغ تلے" مضمون "موسموں کا شہر" سے اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

"اور ایک کفائت شعار خاتون (جنہوں نے پچھلے ہفتے اپنی ۳۲ویں سالگرہ پر ۲۳ موم بتیاں روشن کی تھیں۔ اکثر کہتی ہیں کہ دس سال پہلے میں گھنٹو آئینے کے سامنے کھڑی رہتی تھی۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

لیکن یہاں کی آب و ہوا اتنی واہیات ہے کہ اب بے خبری میں آئینے پر نظر پڑ جاتی ہے تو اس کی "کوالٹی" پر شبہ ہونے لگتا ہے۔"(۶)

مندرجہ بالا حوالے میں یوسفی نے جملہ معترفہ میں ہندسوں کے الٹ پلٹ سے خواتین کے عمر چھپانے کے حربے کی نقاب کشائی کی ہے اور بتایا ہے کہ کیسے موم بتیوں کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے جبکہ عمر کے سالوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے مگر مجال ہے کہ موم بتیاں بڑھیں بلکہ اگلے سال ان میں کہی ہی ہو گی ایسے ہی انداز کو ڈاکٹر موصوف نے اپنی تصنیف "گفتنی شگفتنی" کے مضمون "یہ عشق نہیں آساں" میں اپنایا ہے انداز ملاحظہ کریں۔

"الغرض ہم پر سر تا پا عشق کا بھوت سوار ہو گیا۔ اس دل ربا سے ہماری اولین ملاقات مرزا لعل بیگ کی بیگم بعمر ۴۲ سال کی ۲۴ ویں سالگرہ پر ہوئی۔"(۷)

مندرجہ بالا اقتباس میں ڈاکٹر موصوف نے نہ صرف یوسفی کے مضمون کو بھی اپنایا ہے بلکہ انداز بھی ہو بہ ہو ویسا ہی کہ ہندسوں کے الٹ پھیر سے مزاح تخلیق کیا گیا ہے جو کہ یوسفی کا خاصا ہے۔

طنز و مزاح پیدا کرنے کے لیے مزاح نگار ہر وہ پینترا استعمال کرتا ہے جس سے قاری محظوظ ہو سکے۔ کبھی وہ لفظوں کے ہیر پھیر سے، کبھی روزمرہ و محاورہ کے ردوبدل سے کبھی انسانوں کی حرکات و سکنات پر تنقید کر کے مزاح پیدا کرتا اور تو اور انسانی اعضا کی بناوٹ سے اور ان سے وابستہ فرائض کا تذکرہ کرتے ہوئے مزاح پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر مشتاق احمد یوسفی کی تصنیفات کا جائزہ لیا جائے تو انہوں نے مختلف اعضاء کے تذکرے سے مزاح تخلیق کیا ہے جیسے، آنکھوں کی بینائی، وزن کا کم ہونا۔ قد کا ذکر وغیرہ، یوسفی کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ جہاں انہوں نے ناک کے ذکر کو اس خوبصورتی سے نبھایا ہے کہ قاری کی ہنسی چھوٹ جاتی ہے۔

"ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ناک صرف اس لیے بنائی ہے کہ عینک ٹک سکے۔ اور جو بچارے عینک سے محروم ہیں، ان کی ناک محض زکام کے لیے ہے"۔(۸)

اپنے موضوع کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر ڈاکٹر وحید الرحمن کی تصنیفات کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں کچھ ایسا ہی مضمون ان کی تصنیف "گفتی شگفتنی" کے مضمون "خطر۔۔ناک جسے کہتے ہیں" میں بھی ملتا ہے اور لگتا ہے کہ موصوف اس مضمون میں بھی یوسفی سے کافی متاثر ہیں اقتباس ملاحظہ کریں۔

"ناک بیک وقت سونگھنے اور سانس لینے کے کام آتی ہے۔ یار لوگ چھینکتے وقت دوسروں پر نزلہ گرانے کی خدمت بھی ناک ہی سے لیتے ہیں"۔(۹)

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

خواہ کوئی بڑا ادیب ہو یا شاعر اس کے اثرات ہر دور میں قبول کیے جاتے ہیں کیونکہ ادبی تحقیق ہو یا تخلیق اس کا سابقہ ماضی سے ضرور پڑتا ہے ار اگر ادب ایسا ہو کہ اس کی مثال اور شہرت چار دانگ میں پھیلی ہوئی ہو تو اس کی کشش ہر نئے ادیب کو متاثر کرتی ہے۔ جیسے بڑے درخت کے سائے سے چھوٹے درخت متاثر ہوتے ہیں ایسے ہی ڈاکٹر وحید الرحمن کا مشتاق احمد یوسفی سے متاثر ہونا اور ان کے اثرات قبول کرنا کوئی اچنبے کی بات نہیں ہے۔ ڈاکٹر موصوف کی تصنیف میں مندرجہ بالا امثلہ کے علاوہ بھی بہت سے مضامین ہیں جہاں یوسفی مسکراتا ہوا نظر آتا ہے۔

مثلاً "گفتنی شگفتنی "(۱۹۹۴) کا مضمون نمبر ۳ "بیمار کا حال اچھا ہے "صفحہ نمبر ۱۵ اور مشتاق احمد یوسفی کی تصنیف چراغ تلے (۱۹۶۱) کا مضمون نمبر ا "پڑیے گر بیمار " میں اچھی خاصی مماثلت نظر آتی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ڈاکٹر وحید الرحمن صاحب نے طبی امراض کی کسی تسنیف کا سہارا لیا ہے جو کہ انہیں ان کے دوست "مرزا لعل بیگ " کے طفیل میسر آئی تھی اور مشتاق احمد یوسفی نے تیار داروں کی زبانی بیمار اور بیماریوں کا تذکرہ کیا ہے۔

ایسے ہی ڈاکٹر وحید الرحمن کی تصنیف "گفتنی شگفتنی "کا مضمون نمبر ۴ ہوئے ڈر کے ہم جو رسوا میں مصنف کی بیوی جیسی توقعات موصوف سے لگائے بیٹھی ہیں ایسی توقعات کا تذکرہ یوسفی اپنی بیوی کے حوالے سے بھی بتاتے ہیں۔

اگر وحید الرحمن کی تصنیف "گفتنی شگفتنی "کے مضمون "آ بیل (Bell) مجھے مار "کی بات کی جائے تو یہاں موصوف ایک رنگ بیل سے ایسے ہی بیزاری کا اظہار کر کے مزاح پیدا کرتے ہیں جیسے مشتاق احمد یوسفی نے اپنی تصنیف "چراغ تلے "کے مضمون "اور آنا گھر میں مرغیوں کا" میں مرغے کی بانگ اور اس کی آواز سے مردوں کے اکڑوں بیٹھنے کے ذکر سے مزاح تخلیق کرتے ہیں۔ دونوں مضامین میں اچھی خاصی مماثلت کا احساس ہوتا ہے۔ اور تو اور ڈاکٹر صاحب کے اس مضمون میں مرغیوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے اور یوسفی اگر کفایت شعار لوگوں کا وطیرہ یہ بتاتے ہیں کہ گھڑی کے بجائے مرغا پال لیتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب کال بیل کے بجائے دروازے کی دستک کو ترجیح دیتے ہیں۔

اگر ڈاکٹر وحید الرحمن کے مضمون "ظرافت نامے "کی بات کی جائے تو یہاں بھی عاشق عشق میں غارت ہونے کے بعد جب امتحان کی تیاری کرنے کے بجائے بوٹی لگانے اور "حبیب سرخ رو" جو کہ بوٹی کا ماہر ہے کی تعریف کرتا ہے تو یوسفی بھی کچھ ایسا ہی مضمون امتحان کی تیاری کے حوالے سے لکھ چکے تھے کہ کیسے انہوں نے اپنے ایک دوست سے ریاضی کی تیاری کے لیے ریاضت کا درس لیا۔

اگر مشتاق احمد یوسفی نے اپنے مضمون "موسموں کا شہر" میں مونچھوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ "دو بجنے میں دس منٹ بجا رہی تھی" تو ڈاکٹر موصوف نے اپنے مضمون "خطر۔۔ناک جسے کہتے ہیں" کے تحت ناک کو ہاکی کے سنٹر فارورڈ سے تشبیح دی ہے جو کہ انداز یوسفی محسوس ہوتا ہے۔ مشتاق احمد یوسفی کی تصنیف "زر گزشت" (۱۹۷۶) کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

"ڈھلمل خطوط اب کھنچ کر تلوار بن گئے۔ ایک قدم چلتی تو سینہ دو قدم آگے آگے چلتا کو سوں بڑھے ہوئے ہیں پیادے سوار سے "(۱۰)

کچھ ایسا ہی انداز ڈاکٹر وحید الرحمن نے بھی اپنے مضمون "شکم ہے کہ ستم ہے" اپنایا ہے۔ گو کہ موضوع مختلف ہے مگر انداز مماثلت رکھتا ہے۔ اقتباس ملاحظہ کریں۔

"چناں چہ ہمارے جسم پر تا حال کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا۔ آج کل ہمارا سینہ پیٹ سے دو قدم پیچھے ہے "(۱۱)

اردو ادب میں ایک اصطلاح استعمال ہوتی ہے "سر گزشت" مگر یوسفی جب اپنی سر گزشت تحریر کرتے ہیں تو اسے زر گزشت لکھتے ہیں جو کہ صرف یوسفی کی ہی تخلیق ہے اسی وزن پر ڈاکٹر وحید الرحمن صاحب خر گزشت کی اصطلاح گھڑتے ہیں۔

کرکٹ جو کہ ہمارا قومی کھیل ہے اور ہوتا بھی کیوں نہ اس میں وقت جو کثرت سے ضائع ہوتا ہے اور ہماری قوم اس کام میں ید طولی رکھتی ہے اسی باعث کرکٹ ہمارا قومی کھیل بنا۔ کرکٹ پر تنقید اور خود کی غیر دلچسپی کا یوسفی نے "چراغ تلے" (۱۹۶۱) کے مضمون "کرکٹ" صفحہ نمبر ۹۳ پر کیا ہے جہاں وہ مرزا عبد الودود بیگ کی کرکٹ میں مہارت اور کرکٹ کے حوالے سے جنرل نالج پر بحث کرتے ہیں اور مزاح تخلیق کرتے ہیں۔ ایسا ہی انداز ڈاکٹر وحید الرحمن نے اپنی تصنیف "گفتنی شگفتنی" کے مضمون "اور بھی دکھ ہیں زمانے میں کرکٹ کے سوا" صفحہ نمبر ۶۴ کے تحت اپنایا ہے جہاں وہ مرزا لعل بیگ کی کرکٹ دانی سے مزاح تخلیق کرتے ہیں جہاں وہ کبھی مرزا سے "سلی پوائنٹ" کا پوچھتے ہیں تو کبھی "کور" اور "ایکسٹرا کور" کا اور مرزا لعل بیگ کے احمقانہ جوابات سے مزاح پیدا کرتے ہیں۔ مشتاق احمد یوسفی کے مضمون "کرکٹ" کے اثرات ڈاکٹر وحید الرحمن خاں کے مضمون "اور بھی دکھ ہیں زمانے میں کرکٹ کے سوا" پر نمایاں محسوس کیے جاسکتے ہیں۔

مشتاق احمد یوسفی کی تصنیف "حاکم بدہین"(۱۹۶۹) کا مضمون ہے "سیز ر ،ماتاہیری اور مرزا"۔ اس مضمون میں یوسفی کتا پالنے کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ جہاں وہ سیزر نامی کتے کے آنے سے جو حالات پیدا ہوتے ہیں اس کا تذکرہ نہائیت چابکدستی سے کرتے ہیں۔ڈاکٹر وحید الرحمن بھی گفتنی شگفتنی"(۱۹۹۴) کے مضمون"نگہ ناز ہے بکرے سے خفا" کے میمنا پالنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں جہاں وہ یوسفی کی طرح بکری کے پکے راگ کا تذکرہ کرتے ہیں۔یوسفی کتے کی آوازوں کو راگ راگنی کہتے ہیں اور کتے کی آواز کو گلوکاری سے تعبیر کرتے ہیں۔یوسفی کا کتا اورڈاکٹر وحید الرحمن کا بکرا اندازا ایک جیسا ہی ہے بلکہ لگتا ہے کہ یوسفی کے مضمون"سیز ر ماتاہری اور مرزا"کو سامنے رکھ کر ڈاکٹر موصوف نے اپنا مضمون دو نگہ ناز ہے بکرے سے خفا لکھا ہے۔مزید بر آں مشتاق احمد یوسفی کا پٹھان دوست جو قرضہ وصول کرنے آتا ہے اور ڈاکٹر صاحب کا کردار "بابا جی" میں خاصی مماثلت ہے مثلاً حلیہ کھانا پینا وغیرہ۔

مندرجہ بالا مثالوں سے یہ ہر گز بھی اندازہ نہ لگایا جائے کہ ڈاکٹر صاحب کی خود کی کوئی تخلیق یا انفرادیت نہیں ہے۔اگر بعد میں آنے والی تصنیفات جیسے "حفظ ماتبسم" اور "خامہ خرابیاں" کا جائزہ لیا جائے تو ان میں ایک مضبوط مزاح نگار کے طور پر ڈاکٹر صاحب سامنے آتے ہیں۔جہاں ان کی انفرادیت نکھر کر سامنے آتی ہے۔یہ ایک لازمی امر ہے کہ جب انسان کسی بھی میدان میں اترتا ہے تو اسکی حیثیت طفل مکتب کی سی ہوتی ہے وہ جس سے متاثر ہوتا ہے اسی کے رنگ میں رنگتا چلا جاتا ہے اور شاید یہی صورت حال ڈاکٹر وحید الرحمن کی ان کی تصنیف اول "گفتنی ،شگفتنی" میں بھی نظر آتی ہے مگر آگے چل کر موصوف کی مزاح نگاری میں ایک نمایاں نکھار اور مسلمہ انفرادیت دکھائی دیتی ہے۔ڈاکٹر صاحب سے ملنے کا اتفاق تو ابھی تک نہیں ہوا ہے امید ہے کہ جلد ملاقات ہو جائے گی مگر فون پر ضرور بات ہوئی ہے۔میں نے بطور پی۔ایچ۔ڈی اسکالر جب ان کو اپنے موضوع اور مشکلات سے آگاہ کیا تو ایک شفیق استاد کو پایا اور انہوں نے کمال مہارت سے میری مشکلات کا ازالہ کر دیا اور ساتھ ہی میرے موضوع سے متعلقہ چند تصانیف کے نام بھی لکھوائے جس میں سے ایک کا ذکر بھی کر دیتا ہوں طارق حبیب کی تصنیف "یوسفیات" جو کہ میرے ایک دوست کے توسل سے مجھے میسر آئی۔اس ٹیلی فونک ملاقات کے دوران ڈاکٹر صاحب نے باتوں باتوں میں بتایا کہ ڈاکٹر صاحب بذات خود یوسفی سے ملاقات کا شرف رکھتے ہیں اور یہ بھی بتایا کہ میرے مضامین پڑھنے کے بعد مشتاق احمد یوسفی نے تب مجھے یہ مشورہ بھی دیا تھا کہ میری(یوسفی) کی تصنیفات کو مت پڑھنا تم ایک کامیاب مزاح نگار ثابت ہو گے اور اس مشورے کا ثبوت ان کی بعد میں آنے والی تصنیفات ہیں جن میں ڈاکٹر صاحب ایک

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

منجھے ہوئے مزاح نگار کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ اگر ڈاکٹر صاحب کی تصنیف "حفظ ما تبسم" کا جائزہ لیا جائے تو اس میں ان کی مزاح نگاری نکھر ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ "حفظ تبسم" چودہ مضامین پر مشتمل ڈاکٹر صاحب کی طنزہ مزاح کے حوالے سے دوسری تخلیق ہے جس میں ایک سے بڑھ کر ایک منفرد مزاح کی مثال موجود ہے۔ چند ایک جگہوں کے علاوہ مکمل کتاب طنزہ مزاح کی بہترین کتاب ہے موصوف اشعار کو اس نرالے انداز سے نثر میں پروتے ہیں کہ قابل داد ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی انفرادیت کا اندازہ مندرجہ ذیل اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔

"ثریا سے زمین پر آسمان نے مجھ کو اور اسی زمین پر میں نے جلتے ہوئے سگریٹ کو دے مارا اور دونوں ہاتھوں کو دائیں بائیں گھماتے ہوئے دھوئیں کو غائب کرنے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن اس دور چراغ محفل نے بزم سے نکلنے سے صاف انکار کر دیا۔ فرار کی تمام راہیں مسدود ہو چکی تھیں۔ راستے سب بند تھے کوچہ والد کے سوا۔"(۱۲)

اسی مضمون میں آگے چل کر بھی اس فن کو کمال چابکدستی سے برتا گیا ہے مزاح نگاری میں تحریف کا فن ایک کمال حربے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جس میں بہت سے مزاح نگار کمال مہارت رکھتے ہیں جن میں یوسفی کا نام نمایاں طور پر پیش کیا جا سکتا ہے مگر ڈاکٹر وحید الرحمن خان کی تحریف نگاری بھی قابل ستائش ہے۔

"تم پوچھو اور میں نہ بتاؤں ایسے تو حالات نہیں ایک ذرا سا کپ ٹوٹا اور اور تو کوئی بات نہیں"۔ (۱۳)

ایسے ہی اگر ڈاکٹر صاب کی مزاحیہ روایت میں تیسری تصنیف "خامہ خرابیاں" کا جائزہ لیا جائے تو اس کی انفرادیت اور شائستگی بھی اپنی جگہ مسلمہ ہے۔ "خامہ خرابیاں" مختلف کتب پر تبصرہ اور مصنفین کتب پر ہلکی پھلکی تنقید کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب بشمول تعارف اور پیش لفظ کے پچیس عنوانات پر مشتمل ڈاکٹر صاحب کی تیسری مزاح پر مشتمل کتاب ہے جس کا انتساب ان کے برادر عزیزی جاوید الرحمن خان کے نام ہے۔ اس تصنیف میں جن احباب کا تذکرہ ہے۔ ان میں اول نام اسد جعفری کا ہے جس میں انہوں نے بعنوان "ستر برس کا نوجوان شاعر" ان کی مزاحیہ شاعری کے چند نمونوں کے تحت تبصرہ کیا ہے۔ دوسرے عنوان میں عباس تابش کی شاعری پر تبصرہ کیا ہے جہاں جن میں چند یادیں ہاسٹل کی زندگی کی بھی ہیں جہاں ڈاکٹر موصوف خوبصورت انداز میں طارق حبیب "یوسفیات" کے خالق طارق ہاشمی (جی سی یونیورسٹی فیصل آباد) اور عابد گوندل کا ذکر کیا گیا ہے۔ تیسرے عنوان "صاحب خال شاعر" سعود عثمانی پر تبصرہ ہے۔ "میرا عکس آئینوں میں" منیر نیازی کی شعری کتاب پر بعنوان "آئینہ اور عکس" صفحہ نمبر ۲۳ پر تبصرہ کیا ہے۔ "چار موسم ایچی سن کالج میں"، زاہد منیر کی تصنیف پر بعنوان "چار موسموں کا استاد"، بعنوان "خوفناک شاعر" معین نظامی کی تصنیف "تجسیم" پر تبصرہ ہے۔

"سرمایہ افتخار" کے تحت شفیع کی شعری تصنیف "نیلے چاند"، "ذاتیات سے بالاتر" کے تحت اشفاق احمد ورک کی مزاح نگاری پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ "مزاح نگار بطور محقق" کے تحت پھر اشفاق احمد ورک کی کتاب "اردو نثر میں طنز و مزاح" کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ "جوہر آباد کا جوہر قابل" کے تحت بدر منیر کی شعری تصنیف "مجھے پلکیں جھپکنے دو" پر خوبصورت مزاحیہ انداز مین تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔ "شاعر خوش خیال" کے تحت "مستحسن خیال" کا خاکہ پیش کیا گیا ہے اور ان کے شعری مجموعے "چاند تنہانہ ہو" پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ "شعیب احمد۔۔ "سوغات" بدست کے تحت ڈاکٹر موصوف نے شعیب احمد کی ترجمہ نگاری کے فن کو سراہا ہے۔ "شعر گوئی کا کارخانہ" کے تحت "شفیق آصف" نو آموز شاعر کی تصنیف "رنگوں میں اتر آنا" پر تبصرہ رقم کیا ہے اور اس کی ابتدا ایک ماہر مزاح نگار کی طرح کی ہے۔ عدالت اور ظرافت" کے تحت نو آموز مزاح نگار "مختار پارس" کی تصنیف "مختار نامہ" کی ستائش کی ہے۔ "پیاسا شاعر" کے تحت قمر رضا شہزاد کے شعری مجموعہ "پیاس بھرا مشکیزہ" پر قلم فرسائی کی گئی ہے۔

"کتاب اور صاحب کتاب آئندہ" کے تحت "محمد مختار علی کی تصنیف "کتاب آئندہ" پر تبصرہ کے تحت ڈاکٹر موصوف خامہ پرداز ہیں۔

"پست قامت شاعر" کے تحت میرے استاد محترم جناب ڈاکٹر طارق ہاشمی (شعبہ اردو جی سی یونی ورسٹی فیصل آباد) کے شعری مجموعہ "دل دسواں سیارہ ہے" پر کمال خوبصورتی سے خامہ فرسائی کی گئی ہے اور ساتھ پنجاب یونیورسٹی سے وابستہ چند یادوں کا تذکرہ بھی کیا ہے جن کا تعلق ڈاکٹر طارق ہاشمی کی ذات کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

"شاعر اور کالج کی لڑکی" کے تحت "مرتضیٰ اشعر" کے شعری مجموعے "جھیل کے جھروکے" پر تبصرہ لکھا گیا ہے۔

"عمر عزیز اور مزاج شعر" عنوان کے تحت "اخلاق عاطف" آف سرگودھا کے شعری مجموعہ "آئینے ترستے ہیں" کو خراج تحسین کیا گیا ہے۔ "تحریر اور تصویر یار" میں جمیل احمد عدیل کے چوتھے افسانوی مجموعے "تو جو ہم سفر ہو جائے" پر اپنے خیالات کا خوبصورت پرائے میں اظہار کیا گیا ہے۔ "جمیل القدر انشائیہ نگار" کے تحت ڈاکٹر موصوف نے جہاں جمیل احمد عدیل کی انشائیہ نگاری پر تبصرہ کیا ہے وہیں انشائیہ کے حوالے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا ہے اور انشائیے کی ماہیت سے لیکر اس کی خصوصیت کو چند سطور میں کمال دسترس سے بیان کیا گیا ہے۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

"چھیڑ یاراں سے چلی جائے اسد"، شاعرہ اور دیباچہ کے تحت وحید الرحمن خان نے "سحر سیال" کے پہلے شعری مجموعہ "آنکھیں، خوشبو، خواب" پر تبصرہ کیا ہے اور ساتھ ہی پروفیسر عدیل احمد جو کہ موصوف کے ہم پیشہ وہم پیالہ دوست ہیں ان کی دیباچہ نگاری کی بے حد ستائش بھی کی ہے کہ اس دیباچہ نے "ابو الکلام آزاد" کی یاد تازہ کر دی ہے مگر یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ سحر سیال کی تصنیف پر تبصرہ کم، جمیل احمد عدیل کی دیباچہ نگاری کو زیادہ سراہا گیا ہے۔"قبیلہ اور نووارد" کے تحت موصوف نے "جاوید اصغر "نو آموز مزاح نگار کی تصنیف "خندہ جاوید" پر تبصرہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ جاوید اصغر مشتاق احمد یوسفی کی اس شرط پر پورے اترتے ہیں جو کسی بھی تخلیق کار پر قبیلہ مزاح میں شامل ہونے کے لیے عائد کی جاتی ہے۔اس عنوان میں ڈاکٹر وحید الرحمن خان نے مزاح کی تعریف بی کی ہے جو کہ مشتاق احمد یوسفی کے اثرات لیے ہوئے ہے۔ اقتباس ملاحظہ کریں۔

> "خصوصاً مزاح نگار کا امتحان یہی ہے کہ وہ خود پر ہنسنے ہنسانے کا حوصلہ رکھتا ہو اور اپنی ذات کو طنز کا نشانہ بنانے کی جرات بھی کر سکتا ہو"(۱۴)

ایسا ہی نظریہ مشتاق احمد یوسفی کا طنز و مزاح اور مزاح نگار کے حوالے سے ان کی تصنیف اول "چراغ تلے" میں پایا گیا ہے۔ جہاں وہ طنز و مزاح نگاری کو تنے ہوئے رسے پر چلنے کے بجائے تلواروں پر رقص کرنے کے مترادف گردانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ !طنز و مزاح اتنا آسان کام نہیں ہے۔

> "عمل مزاح اپنے لہو کی آگ میں تپ کر نکھرنے کا نام ہے۔"(۱۵)

مگر اس کے باوجود یہ ایک نکھرا ہوا اور شستہ مزاحیہ تبصرے کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر صاحب کی مزاح اور مزاح نگاری پر گہری نظر کا بین ثبوت بھی ہے۔

"اشک اور آئینے کا شاعر" کے عنوان کے تحت ڈاکٹر صاحب نے سلیم ساگر کے شعری مجموعے "آنکھ بھر عکس تمنا" پر تبصرہ رقم کیا ہے جہاں انہوں نے فاعلاتن، فاعلاتن سے فائلاتن، فائلاتن کی اصطلاح ایجاد کرتے ہوئے خوبصورت مزاحیہ انداز سے سلیم ساگر کی ذات پر روشنی بھی ڈالی ہے۔

"خامہ خرابیاں" کا اگلا عنوان ہے "شعر و ادب کے خزانے" اس عنوان کے تحت موصوف نے تحصیل تونسہ شریف کے باسی نذیر قیصرانی کی تصنیف "بارش تو ہو" پر خوبصورت پیرائے میں خامہ فرسائی کی ہے۔ اس سے اگلا مضمون ہے۔"تبسم بر طرف"۔۔ہے۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

"اک انداز جنوں یہ بھی۔ اس عنوان کے تحت ڈاکٹر صاحب نے اپنے جونیئر "اکرم سرا" کی تخلیق پر نرالے انداز میں تحریر کیا ہے اور ساتھ ہی پنجاب یونیورسٹی لاہور کی چند یادوں کو بھی تازہ کیا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب بھی مشتاق احمد یوسفی کی طرح ناسٹلجیا کے دلدادہ ہیں۔"

"ندیم دوست کی شاعری" کے تحت علی حسین عابد کی تخلیق "مجھے تم سے۔۔" کی فہمائش کی ہے جو کہ علی حسین عابد کی پہلی غزلوں اور نظموں پر مشتمل پہلی کتاب ہے۔

"تین پانچ باتیں" ایک انوکھے عنوان کے تحت موصوف نے فاروق لودھی آف خوشاب کے ہائیکو مجموعہ "راتیں، خواب، سحر" پر روشنی ڈالی ہے۔ "ظرافت کا ضمیر" میں وحید الرحمن خان نے دو چیزوں کو یکجا کر کے خوبصورت مزاحیہ پرائے میں تبصرہ کیا ہے۔

ایک پنجاب یونیورسٹی کی سنہری یادیں اور دوسرا ضمیر جعفری سے ملاقاتوں کا احوال خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے کہ کیسے ان کی اور ان کے دوستوں طارق حبیب ڈاکٹر طارق ہاشمی اور عابد گوندل کی ملاقات ضمیر جعفری سے ہوئی سارے احوال کا بیان کرنے کا انداز نہایت قابل ستائش ہے۔

"ظرافت کا تاج محل" کے تحت ڈاکٹر صاحب نے خضر مزاح "مشتاق احمد یوسفی" سے کراچی میں ہونے والی ملاقات کو خوبصورت انداز سے بیان کیا ہے اور یہ مضمون یوسفی کی ذات کے حوالے سے کافی ساری معلومات بھی فراہم کرتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس ملاقات کی بیشتر یادوں کو اور یوسفی صاحب سے کیے جانے والے سوالوں جوابوں کو حتی الامکان پیش کرنے کی سعی کی ہے۔

"حضر نامہ" کے تحت علامہ اقبال یونیورسٹی میں منعقدہ، ایم فل ورکشاپ اور دیگر احباب کے ساتھ ملاقاتوں کے علاوہ کرنل محمد خان سے ملاقات کا تذکرہ بھی اس روئیداد میں درج کیا گیا ہے۔

"خامہ خرابیاں اور خامہ فرسائی" اس عنوان کے تحت ڈاکٹر صاحب کی کتاب "خامہ خرابیاں" پر ڈاکٹر شعیب احمد کی تقریظ کو درج کیا گیا ہے۔

اس پوری کتاب کا مختصر جائزہ پیش کرنے سے مقصود صرف اتنا ہے کہ اس کی انفرادیت کو اجاگر کیا جائے تمام مضامین جو کہ تذکرہ کی حیثیت کے ساتھ ساتھ ہلکی پھلکی تنقید کا مرقع بھی ہیں۔ ان تمام مضامین میں ڈاکٹر صاحب کی مزاح نگاری کی خصوصیت اور انفرادیت کھل کر سامنے آتی ہے اور یہاں موصوف ایک صاحب طرز مزاح نگار کے طور پر سامنے آتے ہیں جن کا ایک اپنا انداز اور لب ولہجہ ہے۔ ہمارے ہاں عمدہ مزاح لکھنے والوں کا

اسقدر فقدان ہے کہ اس میدان میں گنتی کے مزاح نگار آتے ہیں۔ لیکن صد شکر کہ ان گنے چنے مزاح نگاروں نے اس قدر مزاحیہ سرمایہ جمع کر دیا ہے کہ اردو ادب میں طنزیہ و مزاحیہ مواد کی کمی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ انہی گنے چنے مزاح نگاروں کی فہرست میں ڈاکٹر وحید الرحمن کا نام بھی آتا ہے کہ جن کا تخلیقی سرمایہ اس قدر جان دار، نمایاں اور منفرد ہے کہ اردو ادب کی مزاحیہ روایت میں شاندار اضافہ ہے جبھی تو کرنل محمد خان جیسے مزاح نگار نے بھی ڈاکٹر صاحب کے حوالے سے بولا تھا کہ

"حفظ ما تبسم "کا ذکر کرتے ہوئے کہا" آپ نے ماشاء اللہ بہت جلد ترقی کی ہے "۔ (۱۶)

ایسے مزاح نگار کی انفرادیت میں شک کی کوئی گنجائش نہیں بچتی جن کی ترقی کی نوید اساتذہ دیتے ہوں۔

پہلی تصنیف "گفتنی شگفتنی " پر مشتاق احمد یوسفی کے کافی حد تک اثرات نظر آتے ہیں جن کے حوالے سے ابتداء میں جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ لیکن بعد میں آنے والی تصانیف جیسے، "حفظ ما تبسم اور خامہ خرابیاں " اگر اس کے حوالے سے بات کی جائے تو ان دونوں میں ڈاکٹر صاحب ایک جداگانہ طرز کے ماہر مزاح نگار کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ وحید الرحمن کی مزاح نگاری پر ذوالکفل بخاری لکھتے ہیں۔

"وحید الرحمن خان اردو کے جدید مزاح نگاروں میں اب اچھا خاصا "قدیم " نام ہے۔ اس قدامت کو اس کی "کم سنی "نوجوانی " سے تو ہرگز نہیں البتہ تخلیقی تیز قدمی سے ایک خاص نسبت ہے۔ "(۱۷)

اور اسی تخلیقی تیزی کی کرنل محمد خان نے بھی مبارک دی تھی ڈاکٹر وحید الرحمن موجودہ دور کے منفرد مزاح نگار ہیں جن کی تحریروں میں اعلیٰ مزاح نگاری کے تمام اوصاف بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں اور ان کے مضامین شگفتہ شستہ اور معیاری مزاح کا مرقع ہیں۔ اللہ پاک ان کے اس معیار کو قائم و دائم رکھے اور مزید ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین!

حوالہ جات

۱۔ محمد کمال اشرف، ڈاکٹر، تاریخ اصناف نظم ونثر (مع اقسام)، سٹی بک پوائنٹ کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۴۳۵

۲۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، عصری تقاضے اور طنزیہ ادب، افقار کراچی، جنوری ۱۹۷۲، ص ۲۷

۳۔ وحید الرحمن خان، ڈاکٹر، حفظ ما تبسم، مطبع عثمان عمیر شفیق پریس لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۶

۴۔ مشتاق احمد یوسفی، چراغ تلے، مضمون پہلا پتھر، جہانگیر بکس کراچی، اپریل ۲۰۰۷ء، ص ۱۲

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

۵۔ وحید الرحمن خان، ڈاکٹر، گفتنی شگفتنی، مضمون آ بیل (Bell) مجھے مار، مطبع عثمان عمر شفیق لاہور، ۲۰۱۷ء، ص۲۷-۲۸

۶۔ مشتاق احمد یوسفی، چراغ تلے، مضمون موسموں کا شہر،، جہانگیر بکس کراچی، اپریل ۲۰۰۷ء، ص نمبر ۱۱۲

۷۔ وحید الرحمن، ڈاکٹر، گفتنی شگفتنی، مضمون یہ عشق نہیں آساں، عمیر، شفیق پریس لاہور، ۲۰۱۷ء، ص۸

۸۔ مشتاق احمد یوسفی، خاکم بدہن، بائی فوکل کلب، جہانگیر بکس کراچی، اپریل ۲۰۰۷ء، ص ۱۱۴

۹۔ وحید الرحمن خاں، ڈاکٹر، گفتنی شگفتنی، خطر۔۔۔ ناک جسے کہتے ہیں، عثمان، عمیر، شفیق پریس لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۳۹

۱۰۔ مشتاق احمد یوسفی، زرگزشت، موصوفہ، جہانگیر بکس کراچی، ۲۰۰۷ء، ص نمبر ۲۵۵

۱۱۔ وحید الرحمن خاں، ڈاکٹر، گفتنی شگفتنی، شکم ہے کہ ستم ہے، مطبع عثمان، عمیر، شفیق پریس لاہور، ۲۰۱۷ء ص ۵۱

۱۲۔ وحید الرحمن خان، ڈاکٹر، حفظ ما تبسم، بن گیا حبیب آخر، عثمان عمیر، شفیق پریس لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۱

۱۳۔ وحید الرحمن خان، ڈاکٹر، حفظ ما تبسم، آسمان سے کھجور تک، عثمان، عمیر، شفیق پریس لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۳۵

۱۴۔ وحید الرحمن خان، ڈاکٹر، خامہ خرابیاں، قبیلہ اور نوداود، مطبع روشن پرنٹرز لاہور، باہتمام بیت الحکمت لاہور، ۲۰۱۰ء، ص۹۷

۱۵۔ مشتاق احمد یوسفی، چراغ تلے، پہلا پتھر، جہانگیر بکس کراچی، ۲۰۰۷ء، ص ۱۴

۱۶۔ وحید الرحمن خان، خامہ خرابیاں، خضر نامہ، مطبع: روشن پرنٹرز لاہور، باہتمام: بیت الحکمت لاہور، ص ۱۳۰-۱۳۱

۱۷۔ وحید الرحمن خان، خامہ خرابیاں، تعارف از ذوالکفل بخاری، مطبع روشن پرنٹرز لاہور، باہتمام بیت الحکمت لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۷